METHODOLOGY AND STYLE OF IMAM TIRMZI IN THE COLLECTION OF FIQHI SOURCES (AN ANALYTICAL RESEARCH STUDY)

اندراجِ متدلاّت میں امام ترمذیؒ کا منہج واسلوب (تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

Saima Malik, Research Scholar, Dept. of Islamic Studies, Govt. College University, Faisalabad. smalikfsd@gmail.com , https://orcid.org/0000-0002-8375-4654

Muhammad Hamid Raza, Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies, Govt. College University, Faisalabad. drhamidraza@yahoo.com , https://orcid.org/0000-0002-2645-4372

ABSTRACT:

There exist different methods and styles in every fiqhi school of thought to seek/derive the Ahkam-e-shre'ah from the basic and secondry sources of Islamic Fiqh. Through a research analysis of "Jame Tirmzi" it is evident that, Imam Tirmzi has also introduced his school of thought and collected some fiqhi sources to extract / derive Deeni commands / Ahkam-e-shre'ah. The discription of all these sources (Ahadees,Aasar-e-sahaba,Tab'een and Taba tab'een, Amal and Fatwa-e-sahabi, Ijma-e-ummat, Ta'amul-e-Fuqha-e-ummat, Aqwaal-e-fuqha-e-ummat), the methodology and style of Imam Sahab for their collection is under considerations/discussion here.

KEYWORDS: *Ahkam-E-Shre'ah, Mutadallat, Fiqhi Sources, Methodology & Style of Imam Tirmizi.*

احکاماتِ شریعت کو معلوم کرنے ،تلاش کرنے کا فریضہ ائمہ ٔ مجتہدین کے ہاتھوں میں رہا ہے۔اور مجتہدینِ اُمت شرع احکامات کی تلاش میں جن ذرائع سے مستفید ہوئے۔ انہیں مآخذ،دلائل یا متدلات کہاجاتا ہے۔ اِس استفادہ میں ہر مجتہدایک الگ منہج واسلوب اختیار کرتا ہے۔جس بناء پر اُس کااور اس کے اجتہاد کاایک انفرادی فقہی تشخّص سامنے آتا ہے۔جیساکہ ائمہ اربعہ کے الگ الگ مناہج واسالیبِ اجتہاد سے فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کی ترویج واشاعت ہوئی۔ائمہ اربعہ کے علاوہ جن مجتہدینِ امّت نے مسائلِ دین کے حل تلاش کرنے کے لئے اپنی کوششوں اور صلاحیتوں کو وقف کیا،امام ترمذیؒ اُن معتبرین میں سے ایک ہیں۔لہٰذا انھوں نے اخذِ احکامات کے پیش نظر کن مآخذ و دلائل سے استفادہ کیا!۔اُن تمام متدلات سے اثباتِ مسائل میں اُن کا منہج و طرزِ استدلال کیا ہے! اِس حوالے سے ''جامع ترمذی'' میں مذکور''ابواب الطھارۃ تا ابواب الجنائز'' کے تناظر میں مفصل بحث درج ذیل ہے:

بذریعہ حدیث تقاضاءِ نص قرآنی کی توضیح:

اندراج احادیث کے ضمن میں بعض اوقات امام ترمذیؒ بیانِ حدیث کے ذریعے مسئلہ ٔ ثابت بالحدیث سے متعلق تقاضاءِ نص قرآنی کی وضاحت فرماتے ہیں۔ یہ اسلوبِ مصنفؒ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت شارح قرآن پیش کرنے کے ساتھ ساتھ علمِ تفسیر کی ایک قسم،''تفسیر القرآن بالحدیث'' کا بھی ایک نفیس تعارف پیش کرتے ہوئے محسوس ہوتا ہے۔مثلاً ابواب الطھارۃ میں انہوں نے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کاجواز ثابت کیا۔اور جس حدیث سے استدلال کیااس کا مضمون یہ ہے کہ پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے۔ لیکن فتح مکہ کے سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی وضو سے تمام نمازیں پڑھیں۔ حضرت عمرؓ نے استفسار کیاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا؟توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عمدافعلتہ''(میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا)[۱] صاحب ''تحفۃالاحوذی'' لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیانِ جواز کے لئے ایسا کیا[۲] مولانا منظور احمد نے فرمایا کہ چونکہ بے شمار لوگ نئے نئے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔اس لئے یہ عمل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیانِ جواز اور آسانی کی خاطر تھا۔اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آیت وضوء میں،''اذا قمتم الی الصلوٰۃ''[۳]سے یہ سمجھا جاسکتا تھا کہ انسان بے وضو ہو یا باوضو،ہر حال میں ارادہ ٔ صلوٰۃ کے وقت وضو کرے۔اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توضیح فرمادی کہ اگر کوئی شخص باوضو ہو تواعادہ ٔ وضو واجب نہیں[۴]اسی طرح مولانا محمد تقی عثمانی ،آیت وضوکے حوالے سے ابن ہمام کا قول ذکر کرتے ہیں کہ یہ آیت(اذا قمتم الی الصلوٰۃ)،[۵]''وأنتم محدثون'' کی قید کا تقاضا کررہی ہے۔ کیونکہ آگے ارشاد ہے''ولکن یرید لیطھرکم''[۶]اور تطہیر کے لئے حالتِ حدث کاہونا ضروری ہے۔[۷] درج بالا

تشریحات کے تناظر میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی وضو سے تمام نمازیں قصداً پڑھنے کا عمل سہولت وجواز کے ساتھ ساتھ آیتِ وضو کے اقتضاء کی تصریح پر مبنی تھا۔ کہ حالتِ وضو میں فرائض و نوافل کی ادائیگی کے لئے تجدیدِ وضو کی ضرورت نہیں بلکہ یہ حکم، حدث لاحق ہونے کی صورت میں ہے۔ اور غرضِ مصنفؒ بھی عمل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں قرآنی آیت کے اسی مقتضیٰ کی توضیح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس مسئلہ سے متعلق تعامل فقہاء کا ذکر کرتے ہوئے ''مالم یحدث'' کے الفاظ درج کرتے ہیں۔ یعنی اہلِ علم کا عمل بھی یہی ہے کہ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ لی جائیں جب تک حدث نہ ہو۔[۸]

بذریعہ روایت ''وجوہِ'' قرآن کی تصریح:

اندراج احادیث کے سلسلے میں امام ترمذیؒ کی فقہی بصیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوا جائے تو اُن کے فہم وتدبر کا جو ایک انمول موتی سامنے آتا ہے، وہ استنباطِ احکام میں ''علم الوجوہ'' / ''وجوہ قرآن'' کو مد نظر رکھنے کے حوالے سے ہے۔ جو کہ ایک فقیہ کے لئے مطلوبہ فقہی بصیرت کی غرض سے ناگزیر ہے۔ وجوہِ قرآن کی اصطلاحی تعریف یہ ہے: ''فالوجوہ اللفظ المشترک الذی یستعمل فی عدۃ معان کلفظ الأمۃ''[۹] (وہ مشترک لفظ جو کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے لفظ امۃ۔) فقہ، فقیہ اور فرائضِ فقیہ کی اہمیت کے تناظر میں علامہ سیوطیؒ کا یہ نظریہ سامنے آتا ہے کہ چونکہ فقہاء کو دنیاوی واخروی امور میں استنباطِ احکام کے لئے آیاتِ قرآنیہ کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے لئے قرآن دان کے منصب پر فائز ہونا ضروری ہے۔ اور اس مقصد کے پیشِ نظر وہ فقہاء کے لئے مطلوبہ فقہی بصیرت کی غرض سے وجوہِ قرآن کا ضخیم علم لازم قرار دیتے ہیں۔ دوسری صورت میں ایک فقیہ میں مطلوبہ فقہی نگاہ پیدا نہیں ہو سکے گی۔ جیسا کہ وہ اِس روایت کو تحریر کرتے ہیں: ''لایکون الرجل فقیھا کل الفقہ حتی یری للقرآن وجوھا کثیرۃ''[۱۰] (کوئی بھی شخص اس وقت تک مکمل فقیہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ قرآن کے بہت سے وجوہ الفاظ کو نہ دیکھ لے۔) بلا شبہ قرآن حکیم کے ''وجوہ'' الفاظ مانندِ آفتاب ہیں۔ جو اپنے اندر مختلف معانی کی کرنوں کو سموئے ہوئے ہیں۔ مگر ہر چشمِ بصیرت اُن مخفی کرنوں کی روشنی حاصل کرنے کی استعداد سے قاصر ہوتی ہے۔ کیونکہ فہم کی صلاحتیں ہر انسان میں مختلف ہیں۔ اور اِس بناء پر ایک عام فہم انسان ان ذومعانی الفاظ سے متعلق غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے۔ ممکنات میں سے ہے کہ وہ ایک وجوہ لفظ کا ہر مقام پر ایک ہی معروف معنیٰ مراد لے لے۔ لیکن در حقیقت ایسا نہ ہو! لہٰذا عام قاری کے ذہن سے اس ابہام کو دور کرنے کی ذمہ داری مفسرینِ قرآن اور علماءِ فقہ پر عائد ہوتی ہے۔ اس ضمن میں امام ترمذیؒ کو دیکھا جائے تو ان کا فقہی کردار قابل تحسین نظر آتا ہے کہ انہوں نے عام فہم اذہان کی اِن مشکلوں اور دِقتوں کو بھی استنباطِ مسائل میں مد نظر رکھا۔ جیسا کہ وہ ''فاسعوا الی ذکر اللہ''[۱۱] میں نماز کے لئے ''سعی'' کا مفہوم بذریعہ بیانِ حدیث مصرح کرتے ہیں کہ یہاں پر ''سعی'' سے مراد دوڑنا نہیں ہے بلکہ اہتمام للصلوۃ ہے۔ ''سعی'' کا لفظ قرآن میں مختلف معانی میں آیا۔ مثلاً ''لیس للأنسان الاماسعی''[۱۲] (اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا)[۱۳] میں مفتی محمد شفیع صاحب ''سعی'' کی تفسیر اپنے عمل اور کوشش سے کرتے ہیں۔[۱۴] اسی طرح یہ لفظ سورۂ القصص اور سورۂ یٰسین میں دوڑنے کے معنی میں مستعمل ہے: ''وجاء رجل من اقصاالمدینۃ یسعی''[۱۵] (اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا۔)[۱۶] ''وجاء من اقصاالمدینۃ رجل یسعی''[۱۷] لیکن سورۂ جمعہ میں جو ''سعی'' کا لفظ آیا وہاں دوڑنے کی نفی مقصود ہے۔ ''فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع''[۱۸] (تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید وفروخت)[۱۹] مفتی محمد شفیع اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''سعی'' کے معنی دوڑنے کے بھی ہیں اور بالاہتمام کسی اَمر کو انجام دینے کے بھی ہیں۔ اس مقام پر دوسرے معنی مراد ہیں۔ یعنی نماز اور خطبہ سننے کے لئے بالاہتمام مسجد کی طرف چلا جائے اور بالکل اُسی طرح نماز وخطبہ کے علاوہ کسی اور چیز پر توجہ نہ دی جائے۔ جس طرح دوڑنے والا کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔[۲۰] ہو سکتا ہے کہ عام قاری اس مقام پر بھی ''سعی'' کا لفظ کوشش کے معنی میں لے کہ اللہ کی یاد (نمازِ جمعہ) کے لئے محض کوشش کرنے کا حکم ہے۔ اور اگر کوشش ناکام بھی رہی تو

کوئی گناہ نہیں۔ یا پھر وہ یہ سمجھے کہ یہاں عملی طور پر دوڑنا مراد ہے۔! امام ترمذیؒ اس ممکنہ ابہام کو مد نظر رکھتے ہوئے "باب ماجاء فی المشی الی المسجد" (مسجد کی طرف چل کر جانے کے بیان میں) قائم کرکے حسبِ ذیل متدل روایت کے ذریعے نماز کیلئے "سعی" کا مفہوم واضح کرتے ہیں: ''عن ابی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ''اذا اقيمت الصلوٰة فلا تأ توها وانتم تسعون،ولكن ائتوها وانتم تمشون،وعليكم السكينة''[۲۱] (حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے تکبیر ہو جائے تو تم دوڑتے ہوئے نہ آؤ۔ بلکہ اطمینان کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ) حدیث الباب میں محض "الصلوٰۃ" کالفظ مذکور ہے۔ جس میں کسی قسم کی قید و تخصیص نہیں ہے۔ اور اِس سے امام ترمذیؒ کے اسلوبِ مذکورہ کے حوالے سے پیش کی گئی مثال سے متعلق یہ ابہام پیدا ہو سکتا ہے کہ سورۂ جمعہ میں موجود حکم سعی، صلوٰۃ الجمعہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ ''اذانودی للصلوٰة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله''[۲۲] جبکہ روایتِ بالا میں "صلوٰۃ الجمعہ" کی بجائے محض "صلوٰۃ" کا ذکر ہے۔ سو یہ روایت، ''فاسعوا الى ذكر الله'' میں وارد ہونے والی "سعی" کے حوالے سے تصریح کی متحمل کیسے ہو سکتی ہے؟ تو حافظ ابن حجرؒ اِس متوقع ابہام واشکال کو دور کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں کہ اس روایت میں سکونت اور وقار کا حکم بطورِ عموم تمام نمازوں کے لئے ہے جس میں نمازِ جمعہ بھی شامل ہے۔[۲۳]

اندراجِ احادیث میں عمل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عمل صحابہؓ کی تقدیم وتاخیر کا لحاظ:

اگر کسی مسئلہ کے بارے میں عمل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ عمل صحابہؓ سے متعلق روایت کا بھی علم ہو جائے تو ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلے عمل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر عمل صحابہؓ کے بیان سے متعلق روایات تحریر کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے اقسامِ حج کا بیان کرتے ہوئے، حج افراد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بذریعہ روایتِ عائشہؓ ثابت کیا۔[۲۴] اور اس کے بعد ابن عمرؓ سے مروی روایت کے ذریعے حج افراد سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اصحابِ ثلاثہ (حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم) کے عمل کو بیان کیا۔[۲۵] امام صاحبؒ کا یہ طرزِ اندراج بلا شبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجاتی ادب کے لحاظ پر دلالت کرتا ہے۔

بیانِ احادیث میں "تقیید بعد التطلیق" کا لحاظ:

امام ترمذیؒ کو اگر کسی مسئلہ سے متعلق مطلق و مقید روایات کا علم ہو تو روایتِ مطلق کو تقدیماً اور مقید روایت کو تاخیراً ذکر کرتے ہیں۔

اس اسلوب کی مثال ابواب الطھارۃ میں ملتی ہے۔ جس میں وہ یہ حکم اخذ کرتے ہیں کہ پانی کو کوئی چیز نجس/ناپاک نہیں کرتی۔ اثبات مسئلہ کے لئے انہوں نے حضرت ابی سعید خدریؓ کی روایت تحریر کی۔ جس میں ''ان الماء طهور لاينجسه شيء'' (پانی تو پاک ہے اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی) کے الفاظ سے استدلال کیا گیا۔[۲۶] اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مطلق پانی کا ذکر ہے۔ قلیل یا کثیر، کسی مقدار کو بیان نہیں کیا گیا۔ جس سے یہ مراد لی جا سکتی ہے کہ پانی کی مقدار خواہ کتنی ہی ہو، اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ لیکن اس کے فوراً بعد امام صاحبؒ ''باب:منه أخر'' (یعنی ایسا باب جس کا تعلق سابقہ ترجمہ سے ہی ہے) کے ذیل میں روایتِ ابن عمرؓ کو درج کرتے ہیں۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ، ''اذاكان الماء قُلّتين لم يحمل الخبث''[۲۷] (جب پانی دو مٹکے ہو تو وہ ناپاکی کو نہیں اٹھائے گا) سے نہ صرف روایتِ سابقہ میں مذکور "الماء" کی "الماء قلّتين" سے تقیید ثابت ہوتی ہے، بلکہ ان دونوں روایات کی تقدیم و تاخیر اثباتِ مصنفؒ کی ترتیبی تکمیل پر بھی دلالت کرتی ہے۔ کہ اگر پانی قلّتین کی مقدار کے برابر ہو تو اس کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ اسی طرح مصنفؒ نے وضو لکل صلوٰۃ کا حکم اَخذ کرنے کے لئے مرویاتِ حضرتِ انسؓ کو تحریر کیا۔ پہلی روایت میں حضرت انسؓ، راویٔ حدیث (حمید) کے استفسار پر وضو لکل صلوٰۃ سے متعلق اپنا اور دیگر صحابہؓ کا عمل بتاتے ہیں کہ "كنا نتوضأ وضوأ واحداً" (یعنی ہم ایک وضو سے کئی نمازیں

پڑھ لیا کرتے تھے)[۲۸] جبکہ دوسری روایت میں راویٔ حدیث (عمرو بن عامر الانصاری)، بتصریح حضرت انسؓ، اُن کا اور دوسرے اصحاب رضوان اللہ علیہم کا مسئلہ ہٰذا سے متعلق عمل، ''کنا نصلی الصلوت کلھا بوضوء واحد مالم نحدث'' (ہم تمام نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھ لیتے تھے جب تک ہمیں حدث نہ ہوتا) کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں[۲۹] گویا ''مالم نحدث'' کا جملہ روایتِ سابقہ میں مذکور عمل اصحابؓ کو حدث کی شرط کے ساتھ مقید کر رہا ہے۔ یعنی صحابہ کرامؓ ایک وضو سے کئی نمازیں اس وقت تک ادا کر لیتے جب تک حدث نہ ہوتا۔ اور بصورتِ حدث وہ تجدیدِ وضو کرتے۔ اس مثال سے یہ توضیح بھی ملتی ہے کہ اگر ایک ہی راوی سے دو مختلف طریق سے ''مطلق و مقید'' روایات مروی ہوں تو امام ترمذیؒ اس صورت میں بھی ''مطلق'' روایت کو اوائل باب اور ''مقید'' روایت کو اخرِ باب میں تحریر کرتے ہیں۔

''مجمل'' و''مفسر'' روایات کی تقدیم وتاخیر کا لحاظ: اگر کسی فقہی مسئلہ سے متعلق روایت میں کوئی ''اجمال'' موجود ہو تو اس کے بعد ایسی روایت لانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ جو اس ''اجمال'' کی ''تفسیر'' بیان کر دے اور فقہی ابہام دور ہو جائے۔ مثال کے طور پر وہ وضو کرتے وقت انگلیوں کا خلال کرنے کا حکم متخرج فرماتے ہیں۔ پہلی متدل روایت، ''اذا توضأت فخلل الأ صابع''[۳۰] (جب وضو کرو تو انگلیوں کا خلال کرو) میں ''الأصابع'' میں تخصیص کا شائبہ اور احتمال موجود ہے کہ اس سے اصابع یدین مراد ہیں یا اصابع رجلین؟ یا دونوں؟ لہٰذا اس ابہام کو رفع کرنے کیلئے امام موصوفؒ نے دوسری روایت، ''اذاتوضأت فخلل (بین) اصابع یدیک ورجلیک''[۳۱] (جب وضو کرو تو ہاتھ پیر کی انگلیوں کا خلال کرو) کا اندراج کیا۔ جو ''الأصابع'' کی تفسیر بیان کر رہی ہے کہ ''تخلیل الأصابع'' میں اصابع یدین ورجلین دونوں شامل ہیں۔ اسی طرح ابواب الصوم میں ثابت کرتے ہیں کہ اگر کسی کو قے آ جائے تو یہ صورت مفسدِ صوم نہیں ہے۔ حدیثِ متدل، ''ثلاث لایفطرن الصائم:الحجامۃ والقیء والإحتلام''[۳۲] (تین چیزوں سے روزہ دار کا روزہ نہیں جاتا۔ حجامت، قے اور احتلام)، میں مطلق قے کا ذکر ہے۔ جس سے یہ اجمال پیدا ہو رہا ہے کہ اس مقام پر قصداً قے کرنے والے کا ذکر ہے یا اس کے حق میں روزہ فاسد نہ ہونے کا بیان ہو رہا ہے جس کو خود بخود قے آ جائے! سو مصنفؒ نے اِسی اجمال کی تفسیر کے پیش نظر اگلا عنوان ''باب ماجاء فی من استقاعمداً'' ذکر کرنے کے بعد حدیث الباب، ''من ذرعہ القی ء فلیس علیہ قضاء ومن استقا عمداً فلیقض''[۳۳] (جس کو روزے میں خود بخود قے آ جائے تو اس کے اوپر قضاء واجب نہیں اور جس نے قصداً قے کی تو وہ روزے کی قضا کرے) کو تحریر کیا۔ جس کے الفاظ واضح کر رہے ہیں کہ حدیثِ سابقہ میں روزہ فاسد نہ ہونے کا بیان اُس شخص کے حق میں ہے جس کو نادانستہ طور پر قے آ جائے۔ کیونکہ روایتِ ثانیہ سے ایسی ہی صورت میں قضاء کے عدم وجوب کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ''من استقا عمداً فلیقض'' کے الفاظ اس صراحت کو مزید عیاں کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے ایک مثال ابواب الجنائز میں ملتی ہے۔ جس میں امام ترمذیؒ، روایتِ عبادہ بن صامتؓ تحریر کرتے ہیں: من أحب لقاء اللہ أحب اللہ لقاء ہ،ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ[۳۴] جو اللہ کو ملنا چاہے اللہ بھی اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو اللہ سے ملنا برا جانے اللہ بھی اس کے ملنے کو برا جانتا ہے۔ اللہ سے ملنے اور نہ ملنے کے حوالے سے یہ حدیث ''مجمل'' ہے۔ اس کی تفسیر مصنفؒ کی بیان کردہ دوسری روایت الباب میں مذکور ہے۔ جو کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ الفاظ کے بارے میں استفسار کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب تو موت کو برا جانتے ہیں۔ یعنی کسی کا دل موت کی طرف مائل نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کو اللہ کی رحمت، خوشی اور جنت کی بشارت ہوتی ہے۔ تو وہ اللہ سے ملنا چاہتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کا مشتاق ہوتا ہے۔ اور جب کافر کو اللہ کے عذاب اور غصے کی بشارت ہوتی ہے تو وہ اللہ سے ملنے کو اور اللہ اُس سے ملنے کو برا جانتا ہے۔[۳۵]

فتویٰ صحابیؓ سے حدیث الباب کے "اجمال" کی "تفسیر":

امام موصوفؒ بعض اوقات کسی صحابیؓ کے "قیاس اللفظ علی اللفظ" کی بناء پر دیئے جانے والے فتویٰ کی بناء پر روایت الباب میں مذکور اجمال کی تفسیر کرتے ہیں۔ جیساکہ انہوں نے تیمّم کے لئے مسح کفّین (ہاتھوں کا مسح) کی حد کو بذریعہ فتویٰ ابن عباسؓ متعین کیا۔ اس حوالے سے وہ پہلے حدیث عمار بن یاسرؓ کو تحریر کرتے ہیں۔ "أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہ بالتیمم للوجہ والکفین"[۳۶] کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چہرے اور ہتھیلیوں پر تیمّم کرنے کا حکم دیا۔ قرآن حکیم میں تیمّم کے باب میں جو حکم آیا۔ اس میں بھی "فامسحوا بوجوھکم وایدیکم"[۳۷] یعنی مطلق چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کرنے کا ذکر ہے۔ حدیث الباب اور قرآن ، دونوں میں ہتھیلیوں پر مسح کرنے کی حد کا بیان نہیں ہے۔ اور تیمّم کا حکم اسبابِ وضو کی عدم موجودگی یا وضو کی قدرت واستطاعت نہ رکھنے کی صورت میں ہے۔ اس لئے اس بات کا اجمال ہے کہ ہاتھوں پر مسح رسغین (گٹوں) تک کیا جائے گا یا مرفقین (کہنیوں) تک۔ کیونکہ تیمّم وضو کا قائم مقام ہے اور بابِ وضو سے متعلق قرآن کی رہنمائی، "فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق"[۳۸] کے الفاظ میں مذکور ہے۔ اس حکم کے تناظر میں ایک گروہ وجوبِ مسح الی المرفقین کے قائلین میں سے ہے۔ جس کی صراحت علامہ محمد یوسف بنوری کی شرح میں ملتی ہے۔ کہ جس طرح وضو میں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے کا حکم ہے اُسی طرح تیمّم میں بھی کہنیوں تک ہاتھوں کا مسح کیا جانا ناگزیر ہے۔[۳۹] لیکن امام ترمذیؒ، حضرت ابن عباسؓ کے فتویٰ (جو کہ قیاس اللفظ علی اللفظ کی بناء پر ہے) کے ذریعے اس اجمال کی توضیح فرماتے ہیں اور مسح کفین کی حد متعین کرتے ہوئے فقہی اشکال کو رفع کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے عکرمہ نے تیمّم کے حوالے سے استفسار کیا تو انہوں نے کہاکہ قرآن میں وضو کے حوالے سے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے کا ذکر ہے۔ لیکن تیمّم میں وضو کی طرح ہتھیلیوں پر مسح کی تحدید بیان نہیں کی گئی۔ پھر کہاکہ اللہ تعالیٰ نے چور کے باب میں والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما ارشاد فرمایا ہے اور چونکہ اس حکم کے حوالے سے ہاتھوں کو گٹوں تک کاٹنے کی حد کا تعین بذریعہ "سنت" ثابت ہے۔ اس لئے تیمّم بھی ہاتھوں کے گٹوں تک کیا جائے گا۔[۴۰]

قیاس ابن عباسؓ کے حوالے سے مولانا محمد تقی عثمانی ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے یہ گمان کیاکہ حضرت ابن عباسؓ نے تیمّم کو سرقہ پر قیاس کیا۔ جو کہ درست نہیں ہے۔ فی الحقیقت انہوں نے آیتِ تیمّم میں لفظ "ایدی" سے استدلال کیا اور مثال کے طور پر آیتِ سرقہ کو بیان کیا ہے۔ اس لئے یہ قیاس اللفظ علی اللفظ کے ذیل میں آتا ہے۔[۴۱] اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ امام ترمذیؒ نے ابن عباسؓ کے "قیاس اللفظ علی اللفظ" کی بناء پر دیئے جانے والے فتویٰ کی روشنی میں مسح علی الکفین کی تحدید رِسْغَیْن (گٹوں تک) کو متعین کیا ہے۔ اس فتویٰ کے حوالے سے یہ اشکال متوقع ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ آیتِ سرقہ کی بجائے آیتِ وضو میں مذکور لفظ "ایدی" سے استدلال کرتے ہوئے کہنیوں تک مسح کرنے کا حکم بھی اَخذ کر سکتے تھے۔ اور یہ قیاس اللفظ علی اللفظ اس بناء پر زیادہ مناسب ہوتا کہ تیمّم وضو کا خلیفہ ہے۔ لیکن آیتِ سرقہ میں لفظ "ایدی" کی توضیح بذریعہ "سنت" ثابت ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اوّلین مفسرِ قرآن ہے۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ بھی تفسیرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہے۔ جن کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود بہترین ترجمان القرآن ہونے کا اعزاز دیا۔ سو اِس بناء پر کسی بھی دوسرے انسان کے اشکال وقیاس کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

"سنت"، "تعامل صحابہؓ" اور "اثر تبع تابعیؒ" کی تجمیع سے مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کی توضیح:

بعض اوقات مصنفؒ ، سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ، عمل صحابہؓ اور قولِ تابعیؒ کے ذریعے کسی ایک مسئلہ کے مختلف فقہی پہلوؤں کو اُجاگر کرتے ہوئے اثبات کو تکمیل دیتے ہیں۔ مثلاً وہ "باب ماجاء فی الوضوء من النوم" کے ذریعے "وضو من النوم" کے

حوالے سے مختلف پہلوؤں کی توضیح فرماتے ہیں کہ سونے کی کونسی کیفیت ناقض وضو ہے اور کون سی ناقض وضو نہیں ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیتِ نوم فی السجدہ سے یہ ثابت کیا کہ اگر کوئی دورانِ نماز حالتِ سجدہ میں سو جائے تو فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بناء پر ایسی حالتِ نوم ناقض وضو نہیں ہے۔ بلکہ لیٹ کر سو جانے کی صورت میں وضوءِ جدید واجب ہوگا۔[۴۲] اس کے بعد وہ روایتِ انس بن مالکؓ کے ذریعے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل، "ینامون ثم یقومون فیصلون ولایتوضؤن"[۴۳] (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے۔ پھر اُٹھ کر وضو کئے بغیر نماز پڑھنے لگتے) کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ اور اس روایت میں مذکور "ینامون" کی شرح، صاحبِ "تحفة الاحوذی" نے "ینامون قعوداً" کے الفاظ سے کی ہے۔[۴۴] جس سے واضح ہوتا ہے کہ نوم قاعداً بھی ناقض وضو نہیں ہے۔ پھر مصنفؒ نے اثر تبع تابعیؒ کو تحریر کیا۔ جس میں صالح بن عبداللہ کے استفسار پر عبداللہ بن مبارکؒ نے "نوم قاعداً معتمداً" (تکیہ لگائے بیٹھے بیٹھے سو جانا) کی کیفیت پر بھی وضو کی عدم وجوبیت کا اطلاق کیا۔[۴۵] گویا مذکورہ متدلاتِ ثلاثہ کے ذریعے امام ترمذیؒ نے "وضوء من النوم" سے متعلق وہ پہلو بھی عیاں کئے جن سے وضو فاسد نہیں ہوتا، (یعنی ساجداً، قاعداً، قاعداً معتمداً)۔ اور اس پہلو کو بھی اُجاگر کیا جو مفسدِ وضو ہے، (یعنی لیٹ کر سونا)۔ سو مقصود واضح ہوا کہ ہر نوم ناقض وضو نہیں ہے۔

آثارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ کی تجمیع سے تکمیلِ استنباط:

مصنفؒ احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم، اقوال صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ کے مجموعی استفادہ سے بھی کسی حکم کے استنباط کو تکمیل دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے مسافر و مقیم کے لئے مسح علی الخفین کی مدت کا مسئلہ ثابت کیا۔ اس حوالے سے اولاً خزیمہ بن ثابت سے مروی حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے موزوں پر مسح کرنے کی مدت کے حوالے سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "للمسافر ثلاث وللمقیم یوم"[۴۶] (مسافر کے لئے تین دن اور مقیم کے لئے ایک دن)۔ اس روایت میں مسافر کے حوالے سے محض تین اور مقیم کے حوالے سے ایک دن کا تذکرہ ہے جبکہ گردشِ ایام میں لیل و نہار لازم و ملزوم ہیں۔ اور روایتِ مذکورہ میں نہار کی تفصیل تو موجود ہے لیکن ذکرِ لیل کے حوالے سے یہ روایت خاموش ہے۔ سو مسافر کے حوالے سے اس پہلو کی توضیح کو مد نظر رکھتے ہوئے امام موصوفؒ نے دوسری روایت کا اندراج کیا۔ جس میں صفوان بن عسال فرماتے ہیں کہ جب ہم سفر میں ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیتے، "أن لاننزع خفا فنا ثلاثة ایام ولیالیهن"[۴۷] (کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک نہ اتاریں)۔ مقامِ ہذا تک مسافر کے لئے مسح علی الخفین کی تین دن، تین رات کی مدت مصرح ہو گئی۔ اس کے بعد امام صاحبؒ اقوال صحابہؓ، تابعینؒ اور فقہاء مابعد التابعینؒ، جن میں سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم شامل ہیں، کے ذریعے مسافر کے لئے تین دن، تین رات کے ساتھ ساتھ مقیم کے معاملے میں بھی ایک دن اور ایک رات کا وقت بیان کرتے ہوئے مسح علی الخفین للمسافر و المقیم کی مکمل مدت ثابت کرتے ہیں۔[۴۸]

ایک سے زائد روایات سے تکمیلِ اثبات:

آپؒ کسی مسئلہ کے مختلف فقہی پہلو اجاگر کرنے کی غرض سے ایک ہی راوی کی ایک سے زائد روایات بھی بیان کرتے ہوئے اثباتی تکمیل کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ فہم مسئلہ کے حوالے سے کوئی بھی پہلو قارئین کے حق میں مخفی نہ رہے۔ اس اسلوبِ مصنفؒ کی مثال بھی ابواب الطہارۃ میں ملتی ہے۔ جس میں وہ وضو من الریح کا حکم مستنبط کرنے کے لئے مرویاتِ ابی ہریرہؓ کو تحریر کرتے ہیں۔ سب سے پہلے "لاوضوء الامن صوت أوریح"[۴۹] (وضو اس وقت تک فرض نہیں ہے جب تک آواز نہ ہو یا ریح نہ نکلے) کے الفاظ سے مطلق روایت لائے پھر دوسری روایت، "اذاکان احد کم فی المسجد فوجدریحابین ألیتیه، فلایخرج حتی یسمع صوتا

أو يجد ريحا"(۵۰) (جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہو اور سرین میں کچھ ہوا کا شُبہ پائے تو مسجد سے اس وقت تک نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بدبو نہ پائے) کے ذریعے اس مسئلے کا یہ پہلو ثابت کرتے ہیں کہ ریح قبل کے حوالے سے محض شک کی بنیاد پر تجدید وضو لازم نہیں ہو گا۔ اِس روایت سے امام ترمذیؒ نے اُس فقہی قاعدے کو بھی ثابت کیا جو غالباً فقہاء نے روایت بالا کی روشنی میں ہی اَخذ کیا ہے: "اليقين لايزول بشک"(۵۱) شک سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ اور بعدازاں حضرت ابوہریرہؓ ہی سے مروی تیسری روایت، "ان الله لايقبل صلوٰة احد کم اذاأحدث حتى يتوضأ"(۵۲) (جب کسی کو حدث لاحق ہو جائے تو اللہ اُس کی نماز کو اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ وضو نہ کرلے) کے اندراج سے انہوں نے یہ پہلو عیاں کرتے ہوئے اثباتِ مسئلہ کو مکمل کیا، کہ اگر کسی کو ریح قبل کے حوالے سے شک نہ رہے بلکہ حدث کا یقین حاصل ہو جائے تو ایسی صورت میں تجدیدِ وضو لازم ہو گا۔ کیونکہ حصولِ طہارت کے بغیر قبولیتِ صلوٰۃ ممکن نہیں۔

ایک روایت سے ایک سے زائد مسائل کا استنباط:

بعض اوقات صاحبِ "سنن" اپنی تصنیف میں ایک حدیث کو ایک سے زائد مقامات پر بیان کرتے ہوئے مختلف احکام اَخذ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے ابواب الصلوٰۃ میں روایتِ ابنِ عمرؓ کو تحریر کیا کہ انہوں نے ایک ماہ تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی سنت رکعتوں میں سورۃ الکفرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے دیکھا۔(۵۳) اس حدیث سے امام ترمذیؒ نے فجر کی سنتوں میں تخفیف قرأۃ اور اِن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سورۃ الکفرون، سورۃ الاخلاص پڑھنے کی عادتِ مبارکہ کو ثابت کیا۔ پھر ابواب الصلوٰۃ ہی میں انہوں نے روایتِ مذکورہ کو عبداللہ بن مسعودؓ کے طریق سے اختلافِ سند و متن کے ساتھ بیان کیا جس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور فجر کی دو سنت رکعتوں میں سورۃ الکفرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔(۵۴) اور اس حدیث سے قرأت فی الرکعتین بعد المغرب کا مسئلہ بھی متسخرج فرمایا۔

اسی طرح ابواب الحج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیتِ طواف سے طوافِ حج کا طریقہ ثابت کیا۔ اس اثبات کے پیش نظر وہ حدیثِ جابرؓ کو ذکر کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آنے کے بعد مسجدِ حرام میں داخل ہوئے۔ حجر اسود کو ہاتھ لگایا اور بوسہ دیا۔ پھر اس کی داہنی طرف سے طواف شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے گرد تین بار شانے اچھالتے ہوئے اور چار بار میٹھی چال کے ساتھ چلے۔ اس کے بعد مقامِ ابراہیم کے پاس آکر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر حجرِ اسود کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ آئے، چوما، بعدازاں صفا کی طرف گئے۔ گمانِ راوی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ آیت پڑھی:(۵۵) "ان الصفاوالمروة من شعائر الله"(۵۶) پھر ابواب الحج میں ہی ایک دوسرے مقام پر اختلافِ سند و متن کے ساتھ اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے یہ حکم اخذ کرتے ہیں کہ "سعی" کا آغاز "صفا" سے کرنا چاہئے۔(۵۷)

فہم فقاہت کی غرض سے اختصارِ حدیث:

بعض اوقات امام ترمذیؒ استنباطِ احکام کے سلسلے میں احادیثِ احکام کو مختصراً بیان کردیتے ہیں۔ تاکہ طوالتِ حدیث میں اُلجھ کر کوئی قاری فہم فقاہتِ حدیث سے محروم نہ رہ جائے۔ جیسا کہ وہ ابواب الطہارۃ میں سر کے اگلے حصے سے مسح کی ابتدا کرنے کا حکم حسب ذیل روایت سے اَخذ کرتے ہیں:

"عن عبدالله بن زيد: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مسح رأسه بيديه فأقبل بهما وأدبر: بدأ بمقدم راسه ثم ذهب بهماالى قفاه، ثم ردهما حتى رجع الى المكان الذى بدأمنه ثم غسل رجليه"(۵۸)

(حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے سَر کا مسح کیا۔ سو وہ پہلے اپنے ہاتھوں کو سر کے آگے سے پیچھے تک لائے۔ پھر پیچھے سے آگے کو لائے۔ یعنی سر کے ابتدائی حصے سے پیچھے گدی تک لے کر گئے۔ پھر اپنے ہاتھوں کو وہاں تک پلٹایا جہاں سے شروع کیا تھا۔ پھر دونوں پیر دھوئے۔) حدیث الباب میں اختصار ہے۔ یہ روایت "سنن ابی داؤد" میں مطولاً مذکور ہے۔

جس میں عبداللہ بن زیدؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ وضو کے بارے میں استفسار کیا گیا۔ توانہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا۔ اُن کو دھویا۔ پھر تین بار کلی کی، تین بار ناک میں پانی ڈالا، تین بار منہ دھویا، اس کے بعد دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو بار دھوئے۔ اور اپنے ہاتھوں سے سر کا مسح کیا۔۔۔آخر حدیث تک[۵۹] (یعنی سر کے مسح کے حوالے سے وہی الفاظ مذکور ہیں جن کو امام ترمذیؒ نے درج کیا) اس حدیث میں مسنون طریقۂ وضو کی مکمل تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اسی بناء پر امام ابوداؤدؒ نے اس روایت کے لئے "باب صفة وضوء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم" کا ترجمہ/عنوان منتخب کیا۔ لیکن چونکہ امام ترمذیؒ کی غرض محض سر کے اگلے حصے سے مسح رأس کی ابتداء کا اثبات ہے۔ اس لئے انہوں نے حدیث کے اُسی حصے کے ذکر پر اکتفا کیا جو اثباتِ مقصد کے لئے کافی تھا۔

علاوہ ازیں وہ جمعہ کے روز قبولیتِ دعا کی ساعت کا مسئلہ مستنبط کرتے ہیں۔ اور روایت ِابی ہریرہؓ سے استدلال کرتے ہیں۔ جس کا مضمون کچھ اس طرح سے ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین دن جمعہ کا ہے۔ کیونکہ حضرت آدمؑ اسی روز پیدا ہوئے۔ اسی دن جنت میں اتارے اور جنت سے نکالے گئے۔ اور اس دن میں قبولیتِ دعا کے حوالے سے ایک ایسی گھڑی ہے جس کو وہی شخص پا سکتا ہے جو نماز پڑھتا ہو۔ پھر اللہ سے کچھ مانگے تو وہ اس کو عطا کرتا ہے۔ اس کے بعد ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن سلام سے ملے اور اُن سے اس حدیث کو بیان کیا۔ عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ اس ساعتِ اجابتِ دعا سے واقف ہیں۔ پھر ابوہریرہؓ کے اِصرار پر انہوں نے بتایا کہ وہ گھڑی عصر کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے۔ اس پر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ وہ گھڑی عصر کے بعد کیسے ہو سکتی ہے؟ عصر کے بعد تو کوئی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حالتِ نماز کو مانگنے اور عطاء کے حوالے سے لازم ٹھہرایا گیا ہے ؟ تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا رہا وہ گویا نماز ہی میں ہے ! یہاں پر بھی یہی معنی مراد ہیں کہ جو شخص نمازِ عصر کے بعد نمازِ مغرب کے انتظار میں بیٹھا رہا وہ حالتِ نماز میں ہی ہے۔ اور قبولیتِ دعا کی گھڑی بھی اُسی وقت میں ہے۔ بیانِ روایت کے بعد امام ترمذیؒ نے "وفی الحدیث قصة طویلة" کے الفاظ سے اَز خود ہی واضح کر دیا کہ انہوں نے ایک طویل قصے کو مختصراً اپنی "سنن" میں ذکر کیا۔[۶۰]

درحقیقت یہ ایک روایتِ طویلہ ہے جس میں حضرت ابوہریرہؓ کوہِ طور پر پہلے حضرت کعب الأحبارؓ سے ملے۔ انہوں نے تورات سے متعلق کچھ باتیں حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کیں۔ اور حضرت ابوہریرہؓ نے بھی اُن سے کچھ ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کئے۔ جن میں سے ایک جمعہ کے روز قبولیتِ دعا کی ساعت کے حوالے سے تھا۔ (جیسا کہ اوپر مذکور ہے) پھر حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ وہ بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے ملے تو انہوں نے کہا کہ اگر تم کوہِ طور پر جانے سے پہلے مجھ سے ملتے تو تم ہرگز وہاں نہ جاتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سوائے تین مسجدوں کے جن میں مسجد حرام، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، مسجد بیت المقدس شامل ہیں، کسی اور جگہ کے لئے اونٹ تیار نہ کئے جائیں۔ اس کے بعد ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن سلام سے ملے اور ان سے کعب الاحبارؓ سے بابِ جمعہ میں کی جانے والی گفتگو کا ذکر کیا۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ ساعت ہر سال میں ایک بار آتی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا کعبؓ نے جھوٹ بولا ہے۔ پھر ابوہریرہؓ بولے کہ کعبؓ نے تورات پڑھ کر یہ کہا ہے کہ یہ ساعت ہر جمعہ میں ہوتی ہے۔ تب عبداللہ بن سلام نے کعبؓ کے سچ بولنے کی تصدیق کی اور ساعتِ اجابت کا علم ہونے سے متعلق وہی گفتگو فرمائی جس کا تذکرہ "سنن ترمذی" میں کیا گیا۔ اس تمام تر تفصیل کے ساتھ روایتِ بالا کو امام مالکؒ نے اپنی "موطا" میں درج کیا ہے۔[۶۱] لیکن چونکہ جمعہ کے روز ساعتِ اجابتِ دعا کا مسئلہ محض عبداللہ بن سلام سے ہونے والے کلامِ ابی ہریرہؓ سے ثابت ہو رہا ہے۔ اس لئے امام ترمذیؒ نے قصۂ طویلہ کے الفاظ کو محذوف کر دیا۔ تاکہ قارئین وطلابِ حدیث وفقہ کو طوالت کی وجہ سے کوئی خلجان واخفاء نہ ہو۔

علامہ غلام رسول سعیدی اپنی تصنیف ''تذکرۃ المحدثین'' میں سنن ترمذی کے اسلوب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام ترمذیؒ نے حدیث الباب کو اختصار کے ساتھ بیان کیا، جبکہ یہ حدیث ''سنن ابی داؤد'' میں مفصل ذکر کی گئی ہے۔(۶۲) از روئے تحقیق یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ روایت ''سنن ابی داؤد'' میں ''سنن ترمذی'' کے مقابلے میں کچھ تفصیل کے ساتھ ضرور مذکور ہے۔ لیکن مکمل تفصیل وطوالت کے ساتھ یہ روایت فی الحقیقت ''مؤطاامام مالک'' میں درج ہے۔

بتصریح صحابیؓ کسی فقہی حکم کی منسوخیت کا اثبات:

اگر کسی حکم کی منسوخیت سے متعلق صحابیؓ کا کوئی قول یا صراحت موجود ہو۔ تو امام ترمذیؒ اس سے استفادہ کرتے ہوئے ''علم الناسخ والمنسوخ'' کا ایک لطیف تعارف پیش کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے پہلے بذریعہ روایت حضرت عائشہؓ، ''اذاجاوز الختان الختان وجب الغسل''(۶۳) (جب ختنہ کی جگہ ختنہ سے بڑھ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔) یہ حکم اَخذ کیا کہ انزال نہ ہونے کی صورت میں بھی غسل جنابت واجب ہو گا۔ ابتداء اسلام میں غسل جنابت کی وجوبیت کا حکم بصورتِ انزال تھا۔ لیکن بعد میں اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ امام صاحبؒ نے اسی منسوخیت کے بیان کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت ابی بن کعبؓ کی تصریح کو ذکر کیا:

''عن ابی بن کعب قال:انما کان الماء من الماء رخصۃ فی اوّل الاسلام ثم نھی عنھا''(۶۴)

(ابی بن کعبؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا غسل جب ہی فرض ہوتا ہے جب منی نکلے، یہ رخصت ابتدائے اسلام میں تھی۔ پھر اس سے منع کر دیا گیا۔) لہٰذا مصنفؒ نے پہلے حکم ناسخ کو فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بیان کیا۔ پھر حضرت ابی بن کعبؓ کی صراحت سے ''الماء من الماء'' کی رخصت کے اوائل اسلام میں ہونے اور بعدازاں اس سے منع کر دیئے جانے کا ذکر کیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے ان روایات سے ثابت شدہ حکمِ منسوخیت کو واضح طور پر اپنے الفاظ میں تحریر کیا کہ ''الماء من الماء'' کا حکم آغازِ اسلام میں تھا۔ پھر منسوخ ہو گیا۔ جس کی روایت ابی بن کعبؓ اور رافع بن خدیجؓ سمیت بہت سے صحابیوں نے کی ہے۔(۶۵)

اس مقام پر نہ صرف امام ترمذیؒ نے ''علم الناسخ والمنسوخ'' کی ایک قسم (نسخ بتصریح صحابیؓ) سے متعارف کروایا۔ بلکہ کنایتاً یہ اشارہ بھی کر دیا کہ استنباط مسائل میں وہ ''اجماع صحابہؓ'' سے بھی بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ کیونکہ مختلف شارحینِ حدیث نے مسئلہ ہذا کے حوالے سے عہدِ فاروقی میں انعقادِ اجماع کی تصریح کی ہے۔(۶۶)

استنباطِ احکام میں ''اجماعِ امت'' سے استفادہ:

امام صاحبؒ اپنی تصنیف میں بعض مقامات پر اخذِ احکامات کے سلسلے میں احادیثِ احکام کے بیان کے بعد مسئلہ ثابتہ بالحدیث سے متعلق ''اجماع صحابہؓ، تابعینؒ ومابعد التابعینؒ'' کے ذکر سے اپنے استنباط کو تقویت دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر انھوں نے ابواب الصلوٰۃ میں یہ حکم اَخذ کیا کہ طلوعِ فجر کے بعد سوائے فجر کی دو سنتوں کے اور کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور اس حوالے سے حدیث الباب کے بعد ''اجماع فقہاء امت'' کو اِن الفاظ میں ذکر کیا:

''وھوما أ جمع علیہ اھل العلم ،کرھوأن یصلی الرجل بعد طلوع الفجر الارکعتی الفجر''(۶۷)

(اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ طلوعِ فجر کے بعد سوائے دو رکعت سنتِ فجر کے کوئی بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔)

امام ترمذیؒ نے مسئلہ بالا سے متعلق اجماعِ اُمت کی تصریح کی ہے۔ لیکن صاحب ''معارف السنن'' لکھتے ہیں کہ یہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ شوافع کے ہاں طلوعِ فجر کے بعد نوافل جائز ہیں۔ اور امام مالکؒ کے نزدیک بھی جس شخص کی صلوٰۃ اللیل فوت ہو جائے وہ طلوعِ فجر کے بعد تہجد کے نوافل پڑھ سکتا ہے(۶۸) سو گمان ہوتا ہے کہ امام موصوفؒ نے جس اجماع کے ذکر کا اہتمام کیا وہ ان کے اپنے زمانے کے لحاظ سے ہے/اپنے زمانے کی محدودیت پر دلالت کرتا ہے۔ (یعنی ہو سکتا ہے کہ شوافع اور مالکیہ کا مذہب امام ترمذیؒ کے زمانے تک یہی رہا ہو۔)

پھر وہ بعد زوال الشّمس ادائیگیٔ صلوٰۃالجمعۃ کامسئلہ مستنبط کرتے ہیں۔اور بیانِ روایت کے بعد فقہاء کے اجماع سے اپنے استنباط کو تائید واستحکام فراہم کرتے ہیں:

''وھوالذی أجمع علیہ اکثر اھل العلم:أن وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس کوقت الظھر وھوقول الشافعی واحمد واسحاق''(۶۹) (اوراکثر اہل علم کا اجماع اسی پر ہے کہ جمعہ کا وقت آفتاب ڈھل جانے کے بعد ہے۔جیساکہ ظہر کے وقت ہوتا ہے۔اور امام شافعی،امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی قول ہے۔) ابواب الصوم میں مصنفؒ نے یہ حکم متخرج فرمایا ہے کہ معتکف حاجتِ بشری کے لئے اعتکاف کی جگہ سے باہر نکل سکتاہے۔حدیثِ متدل کو تحریر کرنے کے بعد انہوں نے یہ الفاظ درج کئے:''وأجمعواعلی ھذا أنہ یخرج لقضاء حاجتہ''(۷۰)(اور علماء کااس بات پر اجماع ہے کہ معتکف قضائے حاجت کے لئے باہر نکل سکتاہے)

اس سلسلہ کی ایک اور مثال ''ابواب الحج''میں ملتی ہے۔جس میں انہوں نے یہ مسئلہ ثابت کیاکہ اگر کوئی بچہ حدِّبلوغت کو پہنچنے سے پہلے بچپن میں حج کرلیتا ہے تو وہ حج فرض کی بجائے حج تطوع میں شمار ہوگا۔اثباتِ ہذاکے بعد''اجماع فقہاءِ اُمت''کااندراج کرتے ہوئے اپنے استخراج کومستحکم کرتے ہیں:''وقدأجمع اھل العلم أن الصبی اذاحج قبل أن یدرک فعلیہ الحج اذاأدرک لاتجزئ عنہ تلک الحجۃ عن حجۃ الاسلام''(۷۱)(اور علماء کااجماع ہے کہ اگرلڑکاصغر سنی میں حج کرچکا ہو تواس کافرض حج ادانہیں ہوگا۔جب تک وہ جوانی میں حج نہ کرلے۔کیونکہ وہ حج (صغر سنی کا)،حجِ اسلام (فرض حج) کو کفایت نہیں کرتا)

متدل روایت کے ساتھ ''تعامل فقہاءِ اُمت'' سے استدلال:

فقہاء نے تدوینِ فقہ کے معاملے میں''تعامل صحابہؓ ''سے بھی استفادہ کیا۔اوراس کو''سنت''میں شمار کرکے بطور ماخذاستعمال کیا ہے۔کیونکہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جوکچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا،اُسی عملی نمونے کے سانچے میں اپنی زندگیوں کو ڈھالا،لہٰذاصحابہ کرامؓ کا عمل بھی حجت اور قابلِ اتباع ہے۔قرآن حکیم میں مقامِ صحابہؓ کا تذکرہ اِن الفاظ میں ملتا ہے:''والسابقون الاولون من المھجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضواعنہ''(۷۲) (وہ مہاجروانصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے۔اللہ اُن سے راضی ہوااور وہ اللہ سے راضی ہوئے)(۷۳)

مولانا محمد تقی امینی لکھتے ہیں:''رضی اللّٰہ عنہم ورضواعنہ''کا جملہ صحابہؓ کے تعامل کو ماخذ قرار دینے کے بارے میں نہایت اہم دستاویز کی حیثیت رکھتاہے۔بالخصوص ورضواعنہ جوالٰہی حکمت کے ساتھ اُن کے تعامل کی ہم آہنگی پر دلالت کرتا ہے۔''(۷۴)

امام ترمذیؒ کی''سنن''کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ وہ بھی تعامل صحابہؓ کے حوالے سے درج بالا نظریہ کے حامی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ انہیں اَخذِاحکام میں روایتِ متدلہ کے ساتھ ساتھ اگر تعامل صحابہؓ،تابعینؒ وتبع تابعینؒ کا علم ہو تو بیان روایت کے بعد ان کے ذکر کا بھی اہتمام فرماتے ہوئے نہ صرف''تعامل''کو فقہ اسلامی کا ماخذ ثابت کرتے ہیں۔بلکہ اس جانب بھی صریح اشارہ کردیتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی زندگی کاہر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی وفکری زندگی کے تابع تھا۔اور پھریہی معاملہ تابعینؒ کاصحابہ کرامؓ اور تبع تابعینؒ کا تابعینؒ کے حوالے سے رہا۔اس منہج سے متعلق تمام صورتوں کی نشاندہی مع امثلہ حسب ذیل ہے:

(ا) تعامل صحابہؓ،تابعینؒ وتبع تابعینؒ کاذکر:

اس سلسلہ کی مثال ابواب الطہارہ میں ملتی ہے۔جس میں وہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد ترکِ وضو کامسئلہ ثابت کرتے ہیں۔اور بیانِ حدیث کے بعد لکھتے ہیں کہ علماء صحابہؓ،تابعینؒ اوران کے بعد والے فقہاء،جن میں سفیان ثوری،ابن مبارک،امام شافعی،امام احمد واسحاق

رحمہم اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں، کا عمل بھی اِسی ثابت شدہ حکم کے مطابق ہے۔[۷۵] پھر انہوں نے نماز میں حالتِ قیام میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کا حکم اَخذ کیا۔ اور اہل علم صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ کا عمل بھی حکمِ ثابتہ بالحدیث کے مطابق ذکر کیا۔[۷۶]

(۲) تعامل صحابہؓ و تابعینؒ کا بیان :

مثلاً ابواب الصلوٰۃ میں انہوں نے یہ مسئلہ ثابت کیا کہ اذان کے بعد بغیر کسی عذر یا امر ضروری کے مسجد سے باہر نکلنا مکروہ ہے اور حدیث الباب کو تحریر کرنے کے بعد فرمایا کہ اہل علم صحابہؓ اور تابعینؒ کا عمل بھی یہی رہا ہے۔[۷۷]

اس کے علاوہ حکم مستنبط کرتے ہیں کہ جب نماز کے وقت دو آدمی ہوں تو مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہو جائے اور اثباتِ ہٰذا کے بعد اسی حکم کے مطابق تعاملِ صحابہؓ و تابعینؒ کا اندراج کرتے ہیں۔[۷۸]

۳۔ محض "تعامل صحابہؓ" کا ذکر:

مثال کے طور پر امام ترمذیؒ نے صلوٰۃ العیدین کو خطبہ سے قبل پڑھنے کا حکم اَخذ کیا۔ اور بیانِ حدیث کے بعد "تعامل اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم" کو ذکر کرتے ہوئے اس جانب توجہ دلاتے ہیں کہ صحابہؓ کا عمل در حقیقت اُسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی عکاس و ترجمان ہے۔[۷۹]

اسی طرح سے ابواب الحج میں مصنفؒ نے تقلیدِ غنم کا مسئلہ مستنبط کرنے کے بعد لکھا کہ بعض اہل علم صحابہؓ کا عمل اسی استنباط کے مطابق ہے کہ بکریوں کے گلے میں ہار ڈالنا چاہیے۔[۸۰]

۴۔ محض عامۃ الفقہاء کے "تعامل" کا تذکرہ:

اس پہلو سے متعلق ابواب الطہارۃ تا ابواب الجنائز، کم و بیش چوبیس[۲۴] کے قریب امثلہ از روئے تحقیق سامنے آتی ہیں۔ جن میں سے چند کی نشاندہی کی جاتی ہے: مثال کے طور پر ابواب الصوم میں یہ حکم ثابت کرتے ہیں کہ ہر اہل بلد کے لئے رویتِ ہلال اُنہی کے حق میں کفایت کرے گی۔ دوسرے شہر کے لوگ اس کے مطابق رمضان یا عید کا آغاز نہیں کر سکتے۔ حدیث الباب سے اثباتِ ہٰذا کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ اِسی حکم پر اہل علم کا عمل ہے کہ ہر شہر والوں کے لئے چاند دیکھنا اُنہی کے حق میں معتبر ہوگا۔[۸۱]

پھر امام موصوفؒ نے ابواب الحج میں ثابت کیا کہ دورانِ طواف، خیر و بھلائی کی بات کے سواء کلام یا بات چیت سے اعراض کیا جائے۔ اس مسئلہ سے متعلق حدیثِ مستدل کو تحریر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اکثر اہل علم کا عمل اِسی حکم ثابتہ کے مطابق ہے۔ اور اُن کے نزدیک مستحب یہی ہے کہ کوئی شخص ضرورت کے تحت بات کرنے، اللہ کا ذکر کرنے اور علم کی بات کرنے کے سوا کسی سے کلام نہ کرے۔[۸۲]

"اقوالِ فقہاء اُمت" کے ذکر سے استحکامِ استنباط:

امام ترمذیؒ کی یہ عادتِ مبارکہ ہے کہ استنباطِ مسائل میں اگر مسئلہ ثابت بالحدیث سے متعلق صحابہؓ، تابعینؒ و فقہا مابعد التابعینؒ کے اقوال کا علم ہو جائے تو اندراج روایات کے بعد ان اقوال کے بیان کا بھی اہتمام کرتے ہوئے اپنے اثبات کو تائید و استحکام فراہم کرتے ہیں۔ ذیل میں اقوال فقہاء اُمت کے اُن تمام پہلوؤں کی نشاندہی مع نظائر کی جاتی ہے جو سنن ترمذی میں مذکور ہیں۔

ا۔(i) بیانِ اقوال صحابہؓ، تابعینؒ و مابعد التابعینؒ:

اس حوالے سے پندرہ (۱۵) کے قریب نظائر ملتی ہیں۔ جن میں سے چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے: مثلاً امام ترمذیؒ سور الہرہ کے طاہر ہونے کا حکم اَخذ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم صحابہؓ، تابعینؒ اور جو اُن کے بعد تھے، جیسے امام شافعی، امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ علیہم، یہی کہتے ہیں کہ بلّی کے جھوٹے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[۸۳] اسی طرح نماز میں بالجہر آمین کہنے کا حکم ثابت کیا۔ اثباتِ ہٰذا کے لئے بیانِ حدیث کے بعد اہل علم صحابہؓ، تابعینؒ، ان کے بعد کے فقہاء کا قول ذکر کرتے ہیں کہ اُن کی تجویز بھی یہی ہے کہ آدمی نماز میں آمین کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرے۔ اور امام شافعی، امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ علیہم کا قول بھی اِسی حکم کے مطابق ہے۔[۸۴]

(ii) اقوالِ صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ کے "بیان تغییر" سے مطلق حکم کی تقیید:

صحابہ کرامؓ وہ ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے براہِ راست تعلیم وتربیت پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فکری و عملی زندگی کی بعینہٖ تقلید فرمائی۔ کسی معاملے میں کوئی شبہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی لی۔ ایسی حالت میں ان سے بڑھ کر کوئی نبوت کا مزاج شناس نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان کے اقوال وافعال کو حجت ماننے میں کسی اصولِ کلی پر زد نہیں پڑتی بلکہ یہ اقدام مقصدِ نبوت کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اِس بات پر مامور تھی کہ وہ ایک ایسی جماعت تیار کردے جو ہر حیثیت سے اس کی تعلیمات کی محافظ بن سکے، اس کے مقاصد کی تکمیل کرسکے۔ اور یہ روشنیٔ ہدایت ہر آنے والے زمانے میں پہنچتی اور پھیلتی رہے۔ لہٰذا اس نظریئے کے پیش نظر امام ترمذیؒ "اقوال صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ" کے "بیان تغییر" کی بناء پر حدیث الباب میں مذکور "مطلق" حکم کی "تقیید" کردیتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے جنبی اور حائضہ کے لئے تلاوتِ قرآن کی ممانعت کا مسئلہ اس روایت سے ثابت کیا:

"عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لاتقرإ الحائض، ولاالجنب شیا من القران"(۸۵)

(حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حائضہ اور جنب قرآن میں سے کچھ نہ پڑھے۔)

بیانِ روایت کے بعد وہ بہت سے علماءِ صحابہؓ، تابعینؒ اور مابعد التابعینؒ فقہاء میں سے سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم کا قول تحریر کرتے ہیں:

"قالوا: لاتقرإالحائض ولا الجنب من القرآن شیأ الا طرف الآیۃ والحرف و نحو ذلک"(۸۶)

(وہ کہتے ہیں کہ حائضہ اور جنب قرآن سے سوائے ایک آیت کے ٹکڑے یا حرف وغیرہ کے کچھ نہ پڑھیں)

درج بالا قول کے آغازِ کلام میں قرأت للحائض والجنب کے حوالے سے مطلق نہی مذکور ہے۔ لیکن پھر استثناء کے ذریعے آیت کے کسی ٹکڑے، حصے یا حرف وغیرہ کی تلاوت کو مطلق نہی کے حکم سے الگ کردیا گیا ہے۔ جس پر ابتدائے کلام (قرأت کی مطلق ممانعت) کا حکم جاری نہیں ہوگا۔ کیونکہ متکلمین (صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ) نے اپنی وضاحت وبیان سے آغازِ کلام کے معنی متغیر کردیئے۔ اور اسی "بیان تغییر" سے امام موصوفؒ نے روایت الباب میں مذکور حکم "مطلق" کی "تقیید" فرمادی۔

(iii) اقوالِ صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ سے مسئلہ ثابت کے کسی نئے پہلو کی توضیح:

بعض اوقات امام صاحبؒ، صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ کے اقوال سے اپنے استنباط کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ فقہی مسئلہ کے کسی ایسے پہلو کو عیاں کردیتے ہیں جو حدیث الباب میں مذکور نہ ہو۔ جیسا کہ انہوں نے حائضہ اور جنبی کے لئے تلاوتِ قرآن کی ممانعت کا حکم بذریعہ روایتِ ابن عمرؓ متخرج فرمایا اور اندراج حدیث کے بعد نہ صرف اقوالِ صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ (سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم) کے "بیانِ تغییر" سے یہ ثابت کیا کہ حائضہ اور جنب کے لئے آیت کے کسی ایک ٹکڑے، حصے یا حرف کو پڑھنا جائز ہے۔ بلکہ ان کے قول، "ورخصوللجنب والحائض فی التسبیح والتھلیل" کے ذریعے جنب اور حائضہ کے لئے تسبیح و تہلیل کی رخصت بھی بیان کی۔(۸۷)

۲۔ محض اقوال صحابہؓ وتابعینؒ کا ذکر:

اس اسلوبِ مصنفؒ کی مثال ابواب الطھارۃ میں ملتی ہے۔ جس میں وہ وضو بعد الغسل کے عدم وجوب کا حکم بذریعہ حدیث اخذ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ بہت سے اہل علم صحابہؓ وتابعینؒ کا قول یہی ہے کہ غسل کے بعد وضو نہ کیا جائے۔(۸۸)

اسی طرح یہ مسئلہ ثابت کیا کہ آدمی رکوع اور سجدے میں جھکتے وقت تکبیر کہے۔ اور بیانِ حدیث کے بعد فرماتے ہیں کہ اہل علم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعینؒ کا قول بھی تکبیر عندالرکوع والسجود سے متعلق ہے۔(۸۹)

۳۔ محض فقہاءِ صحابہؓ ومابعد التابعینؒ کی آراء کا بیان:

جیسا کہ امام موصوفؒ نے روزِ جمعہ عصر سے مغرب کے دوران ساعتِ اجابت دُعا کی موجودگی کا مسئلہ مستنبط کیا اور ذکرِ روایت کے بعد بعض علماءِ صحابہؓ وغیر ہم، امام احمدؒ و اسحاقؒ کی رائے اِسی اثبات کے مطابق نقل کی کہ عصر سے غروبِ آفتاب تک اِس ساعت کی موجودگی کی اُمید ہے۔ جبکہ امام احمد بن حنبلؒ کے حوالے سے یہ اضافہ مذکور ہے کہ ان کے نزدیک اکثر حدیثوں میں دعا قبول ہونے کی گھڑی نماز عصر کے بعد بھی ہے اور زوال الشمس کے بعد بھی[۹۰] اسی طرح امام ترمذیؒ ابواب الجنائز میں مشی امام الجنازہ کا حکم بذریعہ حدیث اَخذ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ بعض اہلِ علم صحابہؓ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے۔[۹۱]

۴۔ فقط اقوالِ فقہاء مابعد التابعینؒ کا ذکر:

مثلاً امام ترمذیؒ نے ابواب الصلوٰۃ میں اس مسئلے کا استخراج کیا کہ جس نے غروبِ آفتاب سے قبل نمازِ عصر کی ایک رکعت پالی گویا اس نے پوری نماز پالی۔ اور روایتِ مستدلہ کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ ہمارے اصحاب، امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔[۹۲] اسی طرح ابواب الصوم میں تاخیر فی السحور کے استحباب کا اثبات کرنے کے بعد فرمایا کہ امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم بھی سحری میں تاخیر کرنے کو مستحب کہتے ہیں۔[۹۳]

۵۔ بذریعہ اقوالِ فقہاء حکم کی شرعی حیثیت کا بیان:

امام موصوفؒ فقہاء کے اقوال کو بطور تائیدِ اثبات ذکر کرنے کے علاوہ حکم ثابتہ بالحدیث کی شرعی حیثیت بیان کرنے کے لئے بھی تحریر کرتے ہیں۔ اس اسلوبِ مصنفؒ سے متعلق ابواب الطہارۃ سے ابواب الجنائز تک تیرہ[۱۳] نظائر سامنے آتی ہیں۔ جن میں سے کچھ کی تفصیل حسبِ ذیل ہے: مثال کے طور پر انہوں نے رکعتین قبل الفجر (فجر کی سنتوں) کی ادائیگی کے بعد لیٹ جانے کا حکم بذریعہ روایتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے کے بعد لکھا کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ مستحب جان کر ایسا کرتا رہے۔ یعنی اس فعل کا استحباب بیان کیا۔[۹۴]

اسی طرح اغتسال عندالاحرام کا مسئلہ متخرج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم اور امام شافعیؒ نے بھی احرام باندھنے کے وقت غسل کرنے کو مستحب کہا ہے۔[۹۵] پھر ابواب الجنائز میں تسویۃ القبر (قبر کو زمین کے برابر کرنے) کا مسئلہ مستنبط کرنے کے بعد اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کو کچھ اس طرح واضح کرتے ہیں کہ بعض اہل علم نے قبر کے زمین سے بلند رکھنے کو حرام کہا ہے جبکہ امام شافعیؒ ایسا کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ زمین سے قبر صرف اتنی بلند رکھی جائے کہ پہچانی جاسکے اور کوئی اُس پر چلے یا بیٹھے نہیں۔[۹۶]

"تعامل" و "اقوال فقہاءِ اُمت" کا مجموعی بیان:

صاحبِ "سنن" اپنی تصنیف میں اندراج احادیث کے بعد ثابت شدہ حکم سے متعلق "تعامل فقہاءِ اُمت" اور "اقوال فقہاءِ اُمت" کے انفرادی بیان کے ساتھ ساتھ اکثر مقامات پر اجتماعی ذکر کا بھی اہتمام کرتے ہوئے اپنے استنباط کو مدلل اور قوی بناتے ہیں۔ امام ترمذیؒ کے اس طرزِ استدلال کی مختلف صورتوں کی نشاندہی مع امثلہ پیش کی جاتی ہے:

ا۔ تعاملِ صحابہؓ وتابعینؒ اور اقوال فقہاء مابعد التابعینؒ سے استفادہ:

اس حوالے سے کم و بیش تیرہ (۱۳) مثالیں ملتی ہیں۔ جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

جیسے امام صاحبؒ نے خروج عن الصلوٰۃ کے لئے سلام پھیرنے کا حکم متخرج فرمایا۔ اور حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا کہ اکثر اہل علم صحابہؓ و تابعینؒ کا عمل اور سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم کا قول بھی اِسی حکم کی تائید کرتا ہے۔[۹۷] اس کے علاوہ ابواب الصوم میں صوم یوم الشک کی کراہیت کا اثبات کرتے ہیں۔ یعنی اگر رؤیتِ ہلالِ رمضان کے حوالے سے شبہ ہو اور کوئی اِس خیال سے روزہ رکھ لے کہ یہ شاید رمضان کا دن ہے تو ایسا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اثباتِ ہذا کے لئے اثر صحابیؓ (عمار بن یاسرؓ) سے استدلال کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

بہت سے علماءِ صحابہؓ و تابعینؒ کا عمل اس حکم کے موافق ہے۔ اور سفیان ثوری، مالک بن انس، عبد اللہ بن مبارک، شافعی، احمد و اسحاق رحمہم اللہ علیہم بھی یہی کہتے ہیں کہ شک کے دن میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ جبکہ اکثر فقہا کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی روزہ کھولے اور اُسے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ وہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ قضاء کرے۔ (۹۸)

۲۔ محض تعاملِ صحابہؓ کے ساتھ اقوال تابعینؒ و تبع تابعینؒ کا ذکر:

مثلاً انہوں نے حالتِ احرام میں نکاح کرنے کی کراہیت کا اثبات کیا۔ روایتِ مستدلہ کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم، جن میں حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عمرو رضوان اللہ علیہم شامل ہیں، کے عمل بالحدیث الباب کو بیان کیا۔ اور کہا کہ بعض فقہاءِ تابعین، امام مالک، امام شافعی، امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ علیہم بھی محرم کا نکاح کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نزدیک اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کا نکاح باطل ہوگا۔ (۹۹)

۳۔ تعاملِ صحابہؓ اور اقوال مابعد التابعینؒ کا بیان:

مثال کے طور پر مصنفؒ نے ابواب الحج میں اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات آدمیوں کی شراکت کے عددِ کفایت کو حدیث مبارکہ سے ثابت کرنے کے بعد اہل علم صحابہؓ کا عمل اور سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ علیہم کا قول اسی حکم کے موافق تحریر کیا۔ (۱۰۰)
علاوہ ازیں ابواب الجنائز میں صلوٰۃ الجنازۃ علی الطفل کا حکم مستخرج فرمانے کے بعد ذکر کرتے ہیں کہ بعض اہل علم صحابہؓ کا تعامل اِسی بات پر ہے کہ بچے کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے خواہ وہ پیدا ہونے کے بعد رویا بھی نہ ہو۔ اور امام احمدؒ و اسحاقؒ بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ (۱۰۱) اس اسلوب مصنفؒ کے حوالے سے مزید پانچ (۵) مثالیں "سنن ترمذی" کے ابتدائی چھے اجزاء میں مذکور ہیں۔

۴۔ تعاملِ عامۃ الفقہاء اور اقوال مابعد التابعینؒ سے استفادہ:

مثلاً ابواب الصوم میں مسئلہ ثابت کرتے ہیں کہ قصداً قے کرنا ناقصِ وضو اور موجبِ قضاء ہے۔ روایتِ ابی ہریرۃؓ سے استدلال کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے کہ صائم کو خود بخود قے آ جائے تو اُس پر قضاء نہیں جبکہ قصداً قے کرنا موجبِ قضاء ہے۔ اور سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ علیہم نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ (۱۰۲)
اسی طرح امام ترمذیؒ نے یہ حکم مستنبط کیا کہ محرم کے لئے حملہ آور درندوں کو مارنا درست ہے۔ اثباتِ ہذا کے بعد کہتے ہیں کہ اہل علم کا عمل اسی حکم پر ہے، وہ کہتے ہیں کہ محرم کا کاٹنے والے درندے اور کتے کو مارنا درست ہے۔ اور سفیان ثوریؒ، امام شافعیؒ کا قول بھی یہی ہے۔ بلکہ امام شافعیؒ کے نزدیک انسانوں کے علاوہ چوپایوں پر حملہ آور ہونے والے درندوں کو مارنا بھی محرم کے لئے جائز ہے۔ (۱۰۳) "سنن ترمذی" میں مزید سات (۷) مقامات پر اس حوالے سے نظائر موجود ہیں۔

خلاصۂ بحث:

استنباطِ مسائل و احکام میں امام ترمذیؒ جن مآخذ ودلائل سے مستفید ہوئے۔ اُن میں احادیثِ رسول ﷺ، آثارِ صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ، فتویٰ صحابیؓ، تعاملِ فقہاءِ امّت، اقوالِ فقہاءِ امّت، اجماعِ امّت شامل ہیں۔ اِن تمام مستدلات کے بیان اور اِن سے استفادہ کے حوالے سے امام ترمذیؒ کے منہج و اسلوب کے تجزیاتی مطالعہ کے ذریعے قرآن، حدیث اور فقہ سے متعلق مختلف فنی موضوعات (تفسیر القرآن بالحدیث، علمِ وجوہِ قرآن، اقتضاء النص، مطلق ومقید، مجمل ومفسّر، بیانِ تغییر، اختصارِ حدیث، نسخ بتصریحِ صحابیؓ، اجماع، فقہاء کے عمل بالحدیث کا بیان، فقہاءِ امّت کے اقوال کا بیان) کا ایک لطیف تعارف بجا طور پر "جامع ترمذی" کو علومِ مذکورہ کے ماخذ کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ جس بناء پر اِس تصنیف کو ایک ایسا گلدستۂ حدیث قرار دیا جا سکتا ہے جو مختلف انواعِ علوم پر مشتمل ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ ترمذی، امام، جامع: ۶۱، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء انہ یصلی الصلوت بوضوء واحد
۲۔ مبارکپوری، محمد عبدالرحمٰن، تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی: ۱/۱۶۱، بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن
۳۔ المائدہ: ۶
۴۔ منظور احمد، مولانا، فضل المعبود فی شرحہ سنن ابی داؤد: ۱/۱۴۵، لاہور: المصباح، س ن
۵۔ المائدہ: ۶
۶۔ ایضاً
۷۔ محمد تقی عثمانی، مولانا، درس ترمذی: ۱/۲۷۴، مرتب: مولانا رشید اشرف سیفی، کراچی: مکتبہ دار العلوم، ۱۴۳۲ھ
۸۔ ترمذی، امام، جامع: ۶۱، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء انہ یصلی الصلوت بوضوء واحد
۹۔ سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن: ۱/۱۴۱، کراچی: کارخانہ تجارت کتب، ۱۳۰۷ھ
۱۰۔ ابن عساکر، علی بن الحسن، ابوالقاسم، تاریخ دمشق: ۵۵/۷۲، بغیر ذکر المدینۃ: دار الفکر، ۱۴۱۵ھ
۱۱۔ الجمعۃ: ۹
۱۲۔ النجم: ۳۹
۱۳۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن: ۸/۲۱۳، لاہور: مکتبہ عثمانیہ، ۱۴۰۲ھ
۱۴۔ ایضاً، ص ۲۱۹
۱۵۔ القصص: ۲۰
۱۶۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن: ۶/۶۱۹
۱۷۔ یٰسین: ۲۰
۱۸۔ الجمعۃ: ۹
۱۹۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن: ۸/۴۳۹
۲۰۔ ایضاً، ص ۴۴۱
۲۱۔ ترمذی، امام، جامع: ۳۲۷، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی المشی الی المسجد
۲۲۔ الجمعۃ: ۹
۲۳۔ ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری: ۲/۳۹۱، لاہور: دار نشر الکتب الاسلامیۃ، ۱۴۱۰ھ
۲۴۔ ترمذی، امام، جامع: ۸۲۵، ابواب الحج، باب ماجاء فی افراد الحج
۲۵۔ ایضاً
۲۶۔ ایضاً، جامع: ۶۶، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء ان الماء لاینجسہ شیء
۲۷۔ ایضاً، جامع: ۶۷، باب منہ آخر
۲۸۔ ایضاً، جامع: ۵۸، باب ماجاء فی الوضوء لکل صلوٰۃ
۲۹۔ ایضاً، جامع: ۶۰
۳۰۔ ایضاً، جامع: ۳۸، باب ماجاء فی تخلیل الاَصابع
۳۱۔ ایضاً، جامع: ۳۹
۳۲۔ ایضاً، جامع: ۷۱۹، ابواب الصوم، باب ماجاء فی الصائم یذرعہ القی
۳۳۔ ایضاً، جامع: ۷۲۰، باب ماجاء فی من استقاء عمدا
۳۴۔ ایضاً، جامع: ۱۰۶۶، ابواب الجنائز، باب ماجاء فیمن اَحب لقاء اللّٰہ اَحب اللّٰہ لقاءہ

۳۵۔ ایضاً، جامع: ۱۰۶۷

۳۶۔ ایضاً، جامع: ۱۴۴، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی التیمم

۳۷۔ المائدہ: ۶

۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ بنوری، محمد یوسف، سید، معارف السنن شرح جامع الترمذی: ۱/۴۹۴

۴۰۔ ترمذی، امام، جامع: ۱۴۵، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی التیمم

۴۱۔ محمد تقی عثمانی، مولانا، درس ترمذی: ۱/۴۰۳

۴۲۔ ترمذی، امام، جامع: ۷۷، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی الوضوء من النوم

۴۳۔ ایضاً، جامع: ۷۸

۴۴۔ مبارکپوری، محمد عبدالرحمٰن، تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی: ۱/۲۱۳

۴۵۔ ترمذی، امام، جامع: ۷۸، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی الوضوء من النوم

۴۶۔ ایضاً، جامع: ۹۵، باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم

۴۷۔ ایضاً، جامع: ۹۶

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ ایضاً، جامع: ۷۴، باب ماجاء فی الوضوء من الریح

۵۰۔ ایضاً، جامع: ۷۵

۵۱۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر فی الفقہ الحنفی: ۷۵، کراچی: قدیمی کتب خانہ، س ن

۵۲۔ ترمذی، امام، جامع: ۷۶، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی الوضوء من الریح

۵۳۔ ایضاً، جامع: ۴۱۷، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی تخفیف رکعتی الفجر وماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأفیہما

۵۴۔ ایضاً، جامع: ۴۳۱، باب ماجاء فی الرکعتین بعد المغرب والقرأۃ فیہما

۵۵۔ ایضاً، جامع: ۸۵۶، ابواب الحج، باب ماجاء کیف الطواف

۵۶۔ البقرہ: ۱۵۸

۵۷۔ ترمذی، امام، جامع: ۸۶۲، ابواب الحج، باب ماجاء انہ یبدأ بالصفا قبل المروۃ

۵۸۔ ایضاً، جامع: ۳۲، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی مسح الرأس انہ یبدأ بمقدم الرأس الی مؤخرہ

۵۹۔ ابی داؤد، امام، سنن: ۱۱۸، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۶۰۔ ترمذی، امام، جامع: ۴۹۱، ابواب الجمعۃ، باب ماجاء فی الساعۃ التی ترجیٰ فی یوم الجمعۃ

۶۱۔ مالک بن انس، امام، موطاالامام مالک: ۱۶، کتاب الجمعۃ، باب ماجاء فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ

۶۲۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تذکرۃ المحدثین: ۲۴۳۔ ۲۴۴، لاہور: فرید بک سٹال، ۱۴۲۶ھ

۶۳۔ ترمذی، امام، جامع: ۱۰۹، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء اذا التقی الختانان وجب الغسل

۶۴۔ ایضاً، جامع: ۱۱۰، باب ماجاء ان الماء من الماء

۶۵۔ ایضاً، جامع: ۱۱۱

۶۶۔ کشمیری، انور شاہ، العرف الشذی شرح سنن الترمذی: ۱/۱۳۷، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۴۲۵ھ، مبارکپوری، محمد عبدالرحمٰن، تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی: ۱/۳۰۷، حاوی، احمد بن محمد، شرح معانی الآثار: ۱/۴۶، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، منظور احمد، مولانا، فضل المعبود فی شرحہ سنن ابی داؤد: ۱/۱۸۰

۶۷۔ ترمذی، امام، جامع: ۴۱۹، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء لاصلوٰۃ بعد طلوع الفجر الا رکعتین

۶۸۔ بنوری، محمد یوسف، سید، معارف السنن شرح جامع الترمذی: ۴/۶۴

۶۹۔ ترمذی، امام، جامع: ۵۰۴، ابواب الجمعۃ، باب ماجاء فی وقت الجمعۃ

۷۰۔ ایضاً، جامع : ۸۰۵، ابواب الصوم، باب المعتکف یخرج لحاجتہ ام لا؟

۷۱۔ ایضاً، جامع : ۹۲۵، ابواب الحج، باب ماجاء فی حج الصبی

۷۲۔ التوبۃ: ۱۰۰

۷۳۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القران : ۲۲۸/۲، لاہور : آرمی ایجو کیشن پریس، ۱۹۹۹ء

۷۴۔ محمد تقی امینی، مولانا، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر : ۲۱۷، کراچی : قدیمی کتب خانہ، س ن

۷۵۔ ترمذی، امام، جامع : ۸۰، ابواب الطھارۃ، باب ماجاء فی ترک الوضوء مما غیرت النار

۷۶۔ ایضاً، جامع : ۲۵۲، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلوٰۃ

۷۷۔ ایضاً، جامع : ۲۰۴، باب ماجاء فی کراہیۃ الخروج من المسجد بعد الأذان

۷۸۔ ایضاً، جامع : ۲۳۲، باب ماجاء فی الرجل ومعہ رجل

۷۹۔ ایضاً، جامع : ۵۳۱، ابواب العیدین، باب ماجاء فی صلاۃ العیدین قبل الخطبۃ

۸۰۔ ایضاً، جامع : ۹۰۹، ابواب الحج، باب ماجاء فی تقلید الغنم

۸۱۔ ایضاً، جامع : ۶۹۳، ابواب الصوم، باب ماجاء لکل اہل بلد رؤیتہم

۸۲۔ ایضاً، جامع : ۹۲۰، ابواب الحج، باب ماجاء فی الکلام فی الطواف

کذافی الاحادیث : ۱۵، ۳۵، ۳۶، ۱۰۵، ۱۹۹، ۲۳۳، ۲۷۵، ۲۹۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۷۴، ۶۸۴، ۷۵۰، ۷۵۳، ۷۸۷، ۸۰۵، ۸۱۳، ۸۵۸، ۹۱۵، ۹۴۵

۸۳۔ ایضاً، جامع : ۹۲، ابواب الطھارۃ، باب ماجاء فی سؤر الھرۃ

۸۴۔ ایضاً، جامع : ۲۸۴، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی التامین

۸۵۔ ایضاً، جامع : ۱۳۱، ابواب الطھارۃ، باب ماجاء فی الجنب والحائض انہما لایقرأن القرآن

۸۶۔ ایضاً

۸۷۔ ایضاً

۸۸۔ ایضاً، جامع : ۱۰۷، باب ماجاء فی الوضوء بعد الغسل

۸۹۔ ایضاً، جامع : ۲۵۴، ابواب الصلوٰۃ، باب منہ آخر

۹۰۔ ایضاً، جامع؛ ۴۸۹، ابواب الجمعۃ، باب ماجاء فی الساعۃ التی ترجی فی یوم الجمعۃ

۹۱۔ ایضاً، جامع : ۱۰۰۹، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی المشی أمام الجنازۃ

۹۲۔ ایضاً، جامع : ۱۸۶، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی من ادرک رکعۃ من العصر قبل أن تغرب الشمس

۹۳۔ ایضاً، جامع : ۷۰۳، ابواب الصوم، باب ماجاء فی تاخیر السحور

۹۴۔ ایضاً، جامع : ۴۲۰، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الاضطجاع بعد رکعتی الفجر

۹۵۔ ایضاً، جامع : ۸۳۰، ابواب الحج، باب ماجاء فی الإغتسال عند الإحرام

۹۶۔ ایضاً، جامع : ۱۰۴۹، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی تسویۃ القبر، رقم الحدیث،

کذافی الاحادیث : ۱۷۶، ۹۹۸، ۹۲۱، ۸۶۵، ۸۶۳، ۸۵۲، ۵۴۲، ۵۴۱، ۳۱۶، ۲۵۱

۹۷۔ ایضاً، جامع : ۲۹۵، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی التسلیم فی الصلوٰۃ

۹۸۔ ایضاً، جامع : ۶۸۶، ابواب الصوم، باب ماجاء فی کراہیۃ صوم یوم الشک

کذافی الاحادیث ۷۳۳، ۳۳۳، ۳۱۱، ۲۹۴، ۲۸۹، ۲۶۷، ۲۶۵، ۲۴۴، ۲۳۸، ۳۴

۹۹۔ ایضاً، جامع : ۸۴۰، ابواب الحج، باب ماجاء فی کراہیۃ تزویج المحرم

۱۰۰۔ ایضاً، جامع : ۹۰۴، باب ماجاء فی الاشتراک فی البدنۃ والبقرہ

۱۰۱۔ ایضاً، جامع : ۱۰۳۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی الإطفال

کذافی الاحادیث : ۹۲۸، ۹۱۸، ۵۴۴، ۵۰۹، ۲۴۷

۱۰۲۔ ایضاً، جامع : ۷۲۰، ابواب الصوم، باب ماجاء فی من استقاء عمداً

۱۰۳۔ ایضاً، جامع : ۸۳۸، ابواب الحج، باب ماجاء مایقتل المحرم من الدواب، کذافی الاحادیث ۱۰۴۹، ۸۴۶، ۷۴۳، ۷۰۵، ۳۷۷، ۲۸۷، ۱۹

References

1. Tirmzi, Imam, Jame: 61, Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Annahu Yusallis Salawati Biwuzuew Wahid
2. Mubarikpuri, Muhammad Abdul Rahman, Tohfatul Ahwazi Bisharah Jame Tirmzi: 161/1, Bairoot: Darul Kutubul Ilmiyah, Seen Noon,
3. Almaidah :6
4. Manzoor Ahmad, Molana, Fazlul Mabood Fi Sharhihi Sunan Abi Dauood: 145/1, Lahore: Al Misbah, Seen Noon
5. Almaidah:6
6. As Above
7. Muhammad Taqi Usmani, Molana, Dars E Tirmzi, Murattab: Molana Rasheed Ashraf Saifi,Karachi: Maktaba Darul Uloom,1432hijri
8. Tirmzi, Imam, Jame: 61, Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Annahu Yusallis Salawati Biwuzuew Wahid
9. Suyuti, Jlaludden, Allama, Al Iqaan Fi Uloom Il Quran: 141/1, Karachi: Karkhana Tijarat Kutub, 1370hijri
10. Ibn E Asakar, Ali Bin Alhasan, Abul Qasim, Tarekh E Damishq: 55/72, Bighair E Zikril Madina: Darul Fikr, 1415hijri
11. Al Jumuaah: 9
12. Al Najam: 39
13. Muhammad Shafi, Mufti, Muaarif Ul Quran: 213/8, Lahore: Maktaba Usmaniya,1402 hijri
14. As Above: 219/8
15. Al Qasas: 20
16. Muhammad Shafi, Mufti,Muaarif Ul Quran: 619/6
17. Yaseen: 20
18. Al Jumuah : 9
19. Muhammad Shafi, Mufti,Muaarif Ul Quran: 439/8
20. As Above: 441/8
21. Tirzi, Imam, Jame: 327, Abwabul Slaat, Bab Ma Ja'aa Fil Mashyi Ilal Masjidi
22. Aljumuah:9
23. Ibn E Hajar, Ahmad Bin Ali, Fathul Bari: 391/2, Lahore: Daar Nashrul Kutubul Islamiyyah, 1410hijri,
24. Tirmzi, Imam, Jame: 825, Abwabul Hajj, Bab Ma Ja'aa Fi Afradil Hajj
25. As Above
26. As Above, Jame: 66, Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Annal Ma'aa La Yunajjisuhu Shaiyun
27. As Above, Jame: 67, Bab Minhu Aakhara
28. As Above, Jame:58 Bab Ma Ja'aa Fil Wuzuei Likulli Slatin
29. As Above, Jame: 60
30. As Above, Jame: 38 Bab Ma Ja'aa Fi Takhlelil Asaabay
31. As Above, Jame: 39
32. As Above, Jame: 719, Abwabul Soam, Bab Ma Ja'aa Fil Saaimi Yazra'aahul Qaiye
33. As Above, Jame: 720, Bab Ma Ja'aa Fi Mnistaqa Amadan
34. As Above, Jame: 1066, Abwabul Jnaaiz,Bab Ma Ja'aa Fi Mann Ahabba Liqaa Allahi Ahabballaha Liqa'ahu
35. As Above, Jame: 1067
36. As Above, Jame: 144, Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Fil Tayammum
37. Almaidah:6
38. As Above
39. Bnoari, Muhammad Yousaf, Syyad, Ma'aariful Sunan Shrah Jame Tirmzi: 494/1, Karachi: H.M Saeed Company, Seen Noon

40. Tirmzi, Imam, Jame: 145, Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Fil Tayammum
41. Muhammad Taqi Usmani, Darse Tirmzi: 403/1
42. Tirmzi, Imam, Jame: 77, Abwabul Taharh, Bab Ma Ja'aa Fil Wuzuei Minan Noam
43. As Above, Jame: 78
44. Mubarikpuri, Muhammad Abdul Rahman, Tohfatul Ahwazi Bisharah Jame Tirmzi: 213/1
45. Tirmzi, Imam, Jame: 78, Abwabul Taharh, Bab Ma Ja'aa Fil Wuzuei Minan Noam
46. As Above, Jame: 95, Babul Masha Alal Khuffaiyn Lilmusafiri Wal Muqeemi
47. As Above, Jame: 96
48. As Above
49. As Above, Jame: 74, Bab Ma Ja'aa Fil Wuzuei Minar Reehi
50. As Above, Jame: 75
51. Ibne Nujaim, Zainuddeen Bin Ibrahim, Al Ishbah Wannazaair Fil Fiqhil Hanafi: 75, Karachi: Qdeemi Kutab Khana, Seen Noon
52. Tirmzi, Imam, Jame: 76, Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Fil Wuzuei Minar Reehi
53. As Above, Jame: 417, Abwabul Slaat, Bab Ma Ja'aa Fi Takhfeefi Rak'atiyal Fajri Wma Kanan Nabiyy S.A.W.W Yaqrauu Feehima
54. As Above, Jame: 431 Bab Ma Ja'aa Fil Rak'aataiyni Bad Al Maghribi Walqirati Feehima
55. As Above, Jame: 856, Abwabul Hajj, Bab Ma Ja'aa Kaiyfattwaafi
56. Al Baqarah:158
57. Tirmzi, Imam, Jame: 862, Abwabul Hajj, Bab Ma Ja'aa Annahu Ybdauu Bissfa Qablal Marwati
58. As Above, Jame: 32, Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Fi Mashirrasi Annahu Ybdauu Bimuqaddamirrasi Ila Muakhirihi
59. Abi Dauood, Imam, Sunan: 118, Kitabul Taharah, Bab Sifati Wuzu El Nabbi S.A.W.W
60. Timzi, Imam, Jame: 491, Abwabul Jumuah, Bab Ma Ja'aa Fil Sa'aatillati Turja Fi Yoamil Jumuah
61. Malik Bin Anas, Imam, Mota Al Imam Malik: 16, Kitabul Jumuah, Bab Ma Ja'aa Fil Sa'aatillati Fi Yoamil Jumuah
62. Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, Tazkiratul Muhaddiseen: 243-244, Lahore: Freed Book Stall, 1426 Hijri
63. Tirmzi, Imam, Jame: 109, Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Iza Iltaqal Khtaanani Wajabal Ghusli
64. As Above, Jame: 110, Bab Ma Ja'aa Annal Ma'aa Minal Ma'ei
65. As Above, Jame:111
66. Kashmiri, Anwar Shah, Allamah, Al Urfushuzzi Shrah Sunan Al Tirmzi: 137/1, Bairoot: Dar Ahyaul Turasul Arabi, 1425 Hijri
    Mubarikpuri, Muhammad Abdul Rahman, Tohfatul Ahwazi Bishrah Jame Al Tirmzi: 307/1
    Tahavi, Ahmad Bin Muhammad, Shrah Ma'aani Al Aasar: 46/1, Lahore: Maktaba Rahmaniyah, Seen Noon
    Manzoor Ahmad, Molana, Fazlul Mabood Fi Sharhihi Sunan Abi Dauood: 180/1
67. Tirmzi, Imam, Jame: 419, Abwabul Slaat, Bab Ma Ja'aa La Slaata Bada Tulu El Fajri Illa Rakataiyn
68. Bnoari, Muhammad Yousaf, Sayyad, Ma'aariful Sunan Shrah Jame Tirmzi: 64/4
69. Tirmzi, Imam, Jame: 504, Abwabul Jumuah, Bab Ma Ja'aa Fi Waqtil Jumuah
70. As Above, Jame: 805 Abwabul Soam, Bab Ul Moatakif Yakhruju Lihajatihi Am La?
71. As Above, Jame: 925, Abwab Ul Hajj, Bab Ma Ja'aa Fi Hajj Il Sabiyyi
72. Al Toaba:100
73. Modudi, Abul Aala, Sayyad, Tafheem Ul Quran: 228/2, Lahore: Army Education Press,1999
74. Muhammad Taqi Ameeni, Molana, Fiqa E Islami Ka Tareekhi Pass Manzar: 217, Karachi: Qdeemi Kutab Khana, Seen Noon
75. Tirmzi, Imam, Jame: 80, Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Fi Tarkil Wuzuei Mimma Ghayyarat Il Naar
76. As Above, Jame: 252, Abwabul Slaat,Bab Ma Ja'aa Fi Wazil Ymeeni Alashimali Fil Slaati
77. As Above, Jame:204, Bab Ma Ja'aa Fi Krahiat Il Khurji Minal Asjidi Bad Al Azani
78. As Above, Jame: 232, Bab Ma Ja'aa Fil Rjuli Wa Ma'ahu Rjuli

79. As Above, Jame: 531 Abwabul Eidaiyn, Bab Ma Ja'aa Fi Slaat Il Eidaiyni Qablal Khutbati
80. As Above, Jame: 909, Abwabul Hajj, Bab Ma Ja'aa Fi Taqleed Il Ghanami
81. As Above, Jame:693, Abwabul Soam, Bab Ma Ja'aa Likulli Ahli Baladi Ruyatihim
82. As Above, Jame: 960, Abwabul Hajj, Bab Ma Ja'aa Fil Klaami Fil Twaafi
Kzaa Fil Ahadees: 15, 35, 36, 105, 199, 233, 275, 291, 512, 513, 574, 684, 750, 753, 787, 805, 813, 858, 915, 945
83. As Above, Jame:92, Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Fi Su'aril Hirrah
84. As Above, Jame: 284, Abwabul Slaat , Bab Ma Ja'aa Fittameen
85. As Above, Jame: 131 Abwabul Taharah, Bab Ma Ja'aa Fil Junubi Wal Haeizi Annahuma La Yaqra'aanal Quran
86. As Above
87. As Above
88. As Above, Jame: 107, Bab Ma Ja'aa Fil Wuzuei Badal Ghusli
89. As Above, Jame: 254, Abwabul Slaat, Bab Minhu Aakhara
90. As Above, Jame: 489 Abwabul Jumuah, Bab Ma Ja'aa Fis Sa'aatillati Turja Fi Yoamil Jumuah
91. As Above, Jame: 1009, Abwabul Jnaiz, Bab Ma Ja'aa Fil Mashyi Amamil Jnazah
92. As Above, Jame: 186, Abwabul Slaat, Bab Ma Ja'aa Fi Mann Adraka Rak'atam Minal Asri Qabla An Taghrabashamsi
93. As Above, Jame: 703, Abwabul Soam, Bab Ma Ja'aa Fi Takheeris Suhoori, Raqmul Hdees 703
94. As Above, Jame: 420 Abwaul Slaat, Bab Ma Ja'aa Fil Iztija'ei Bada Rak'atiyal Fajri
95. As Above, Jame: 830, Abwabul Hajj, Bab Ma Ja'aa Fil Ightisaali Indal Ehrami
96. As Above, Jame: 1049, Abwabul Jnaiz, Bab Ma Ja'aa Fi Tasviyatil Qabri
Kzaa Fil Ahadees: 176, 251, 316, 541, 542, 552, 863, 865, 921, 998
97. As Above, Jame: 295, Abwabul Slaat, Bab Ma Ja'aa Fittasleemi Fisslaati
98. As Above, Jame: 686, Abwabul Soam, Bab Ma Ja'aa Fi Krahiyati Soami Yoam Il Shakki
Kzaa Fil Ahadees: 34, 238, 244, 265, 267, 289, 294, 311, 333, 337
99. As Above, Jame: 840, Abwabul Hajj , Bab Ma Ja'aa Fi Krahiyati Tazveejil Mahrami
100. As Above, Jame: 904, Bab Ma Ja'aa Fil Ishtiraki Fil Budnati Wal Baqarati
101. As Above, Jame: 1031, Abwabul Jnaiz, Bab Ma Ja'aa Fisslaati Alal Itfaali
Kzaa Fil Ahadees: 247, 509, 544, 918, 928
102. As Above, Jame: 720, Abwabul Soam, Bab Ma Ja'aa Fi Mnistaqa Amadan
103. As Above, Jame: 838, Abwabul Hajj, Bab Ma Ja'aa Ma Yaqtulul Mahram Minaddwabbi
Kzaa Fil Ahadees: 19, 287, 377, 705, 743, 846, 1049

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.